اختلاف قراءات قرآنیہ میں قدیم عربی لہجات کا کردار

حفصہ نسرین ☆

قرآن کریم تمام منزل من اللہ کتب میں سے محفوظ ترین کتاب ہے اور بعینہ اسی حالت میں موجود ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے اسے آنحضورﷺ کے قلب اطہر پر نازل فرمایا تھا، اور جیسے آپ نے اپنے صحابہ کرامؓ تک اسے پہنچایا تھا۔ اس کے حرف بحرف محفوظ ہونے کی گواہی غیر مسلم بھی دیتے ہیں (۱) جو اس کے محفوظ و مأمون ہونے کا نا قابل تکذیب ثبوت ہے۔ اس کے باوجود ہم دیکھتے ہیں کہ قراءت قرآن یعنی قرآن کریم کی تلاوت کے انداز میں فرق پایا جاتا ہے۔ ایک ہی لفظ کو مختلف لوگ مختلف انداز میں ادا کرتے ہیں اور ہم دیکھتے ہیں کہ تفاسیر اور کتب قراءات اس قسم کی قراءات مختلفہ سے بھری ہوئی ہیں لیکن یہ فرق محض طریق ادائیگی کا ہے، اصل الفاظ میں کوئی تغیر وتبدل نہ ہوا ہے اور نہ ہوسکتا ہے۔ طریق ادائیگی کا یہ فرق لہجات مختلفہ کی بنا پر ہوا (۲) جو کہ ایک فطری اور نا قابل تغیر امر ہے۔ جہاں تک اس امر کا تعلق ہے کہ یہ قراءات کس طرح وجود پذیر ہوئیں اور ان کا مقام و مرتبہ کیا ہے اس پر بحث سے قبل یہ مناسب ہوگا کہ عرب کے مختلف قبائل کے لہجات اور ان کے خصائص و ممیّزات کا اجمالی جائزہ لے لیا جائے۔

جزیرہ نما عرب اپنی علاقائی جغرافیائی حیثیت کے اعتبار سے ایک نمایاں مقام کا حامل ہے۔ قبل از اسلام یہاں کوئی سیاسی وحدت نہ تھی بلکہ قبائلی نظام رائج تھا۔ مختلف بود و باش رکھنے والے عصبیت پسند قبائل جہاں اپنے رسوم و رواج پر سختی سے کاربند تھے وہیں اپنی زبان کو خالص رکھنا بھی ان کی دلچسپی کا ایک اہم محور تھا (۳) جس کے لیے یہ لوگ بہت اہتمام کیا کرتے تھے۔

زمان و مکاں اور قبائل کے جزیرہ کے مختلف اطراف میں پھیلاؤ نے قبائل کے لہجات

☆ ایڈیٹر اردو دائرہ معارف اسلامیہ، جامعہ پنجاب لاہور

میں چند قدیم چیزوں کی میراث رکھ دی تھی۔ پس تمام لغات میں ایسے ممیّزات تھے جو دوسرے سے مختلف تھے۔ (۴) عرب کے ہر قبیلہ کا مخصوص لحن و لہجہ تھا مثلاً ایک معنی کے لیے مختلف الفاظ کا استعمال، اسی طرح مختلف صیغوں کا استعمال، اعراب و حرکات میں فرق وغیرہ۔ (۵) لہجہ سے مراد دراصل سامع کی جانب کلمات کی ادائیگی کی اسلوب ہے۔ مثلاً امالۃ، فتحہ، شدت و رخاوت، ھمزہ کی تسہیل و تحقیق اس کے برعکس لغت سے مراد وہ معانی ہیں جو الفاظ پر دلالت کرتے ہیں اور اس کے ذیل میں اشتقاق کلمات، بنیۃ الکلمات الفاظ کے معانی و مقصود وغیرہ آتے ہیں اور جب یہ صفات بہت زیادہ ہو جاتی ہیں تو لہجہ ایک لغت بن جاتا ہے چنانچہ مختلف اماکن کے بسنے والوں کے لیے مختلف لہجات مستقل لغات کا درجہ رکھتے ہیں اور ہر لغت کے اپنے کچھ خصائص ہوتے ہیں جو اسے دوسری لغات سے ممتاز کرتے ہیں۔ (۶) سوا اپنے مخصوص لہجات کے علاوہ دیگر لغات کے خصائص کو اپنانے کی نہ تو یہ لوگ قدرت رکھتے تھے اور نہ خواہش۔ (۷)

لہجات کے اس اختلاف کی متعدد وجوہات تھیں۔ مثلاً قبائل کا ایک دوسرے سے بالکل الگ تھلگ رہنا، مختلف فنون و متعدد پیشوں سے وابستگی اور مختلف طبقات زندگی سے تعلق (۸)، علاوہ ازیں شہری و بدوی اندازِ حیات بھی زبان پر بہت اثر انداز ہوا، بدوی قبائل کے باسیوں کو دیگر اجنبی لغات کا کبھی سامنا نہ کرنا پڑتا تھا اگر ایسا ہو بھی جاتا تو عموماً وہ اپنے لہجہ کو اس کی اصل پر قائم رکھنے کے لیے اسی طرح کوشاں رہتے، جس طرح کہ اپنے مذہب کو (۹) اس کے برعکس حضری باشندوں کو تجارت وغیرہ کے سلسلہ میں اجنبی لغات سے متعارف ہونے کا موقع ملتا وہ ان کو قبول کرنے میں ہچکچاہٹ سے کام نہ لیتے، چنانچہ حضری عربی زبان بہت سے لہجات کا مرکب بن چکی تھی۔ اس لیے حضری و بدوی قبائل کے لہجات میں بہت نمایاں فرق پایا جاتا تھا۔ ذیل میں ان چند عوامل کا اجمالی جائزہ پیش کیا جا رہا ہے جن کی بنا پر لہجات میں نمایاں اور واضح اختلاف و فرق نظر آتا ہے اور جو اختلاف قراءات میں اہم کردار ادا کرتے ہیں۔

ا۔ ابدال

ابدال کے معنی کسی ایک حرف کو دوسرے کی جگہ رکھنے کے ہیں۔(۱۰) یہ تبادلہ بہت سے حروف میں کیا جاتا ہے اور ابدال کو لہجات کے اختلاف کی بنیادی وجہ قرار دیا جاتا ہے۔(۱۱)

ابدال کی مثالیں

همزة وهاء کا باہم تبادلہ قبیلہ طی کا تخصص ہے لہٰذا یہ أَنَّكَ کی جگہ هَنَّكَ بولتے ہیں۔(۱۲) اسی بنا پر "إياكَ" کو "هياكَ" پڑھنا ان کا لہجہ تھا۔(۱۳)

همزہ اور واو کا تبادلہ تمیم وھذیل کا لہجہ ہے مثلاً یہ "أخذ" کو "وخذ" کہتے ہیں لہٰذا "إیاک" کو "ویاک" بولنا ان کا لہجاتی تخصص ہے۔ یہ بنی فزارہ کا لہجہ ہے۔(۱۴)

"همزة" و "ياء" کا تبادلہ بنی عجلان کے ہاں پایا جاتا ہے۔ مثلاً "غلامي أسد" کو یہ "غلاميسد" بولتے ہیں۔(۱۵)

قبیلہ هذیل میں "همزة مقصورة" کو "ياء" سے بدلا جاتا ہے۔ مثلاً "هوای" کو "هویً" بولنا۔(۱۶)

"همزہ" اور "عين" کا تبادلہ تمیم اور قیس عیلان کا لہجہ ہے۔ یہ "اشهد أن" کی جگہ "أشهد عن" بولتے ہیں۔(۱۷) اس لہجہ کو عنعنہ کے نام سے پکارا جاتا ہے۔(۱۸)

"تاء" و "طاء" کا تبادلہ بنو تمیم کا لہجہ ہے۔ مثلاً سلطان کی بجائے سلتان بولنا۔(۱۹)

ض کو ص سے بدلنا بنی ضبہ کا لہجہ ہے۔(۲۰)

"ت" کو "د" سے بدلنا قضاعہ کا لہجہ ہے۔ مثلاً "فندق" کی بجائے "فنتق" کہنا۔(۲۱)

"حاء" و "هاء" کا تبادلہ مثلاً "تفيحق" کی جگہ "تفيهق" بولنا۔(۲۲)

آنحضور ﷺ کے صحابی حضرت صہیب بن سنان سے "ح" اور "هاء" کا تبادلہ مروی ہے۔ آپؓ "لهائن" بول کر "لحائن" مراد لیتے تھے۔(۲۳)

"هاء" اور "تاء" کا تبادلہ طی کا لہجہ ہے۔ مثلاً "البنات" کو "البناه" کہنا۔(۲۴)

"حاء" اور "ع" کا تبادلہ هذلی لہجہ ہے۔ مثلاً "حتی" کی جگہ "عتی"(۲۵) بولنا اسے فحفحہ کا

نام دیا جاتا ہے۔(۲۶)حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی جانب بہت سی تفاسیر میں ''حتی'' کی جگہ ''عتی'' پڑھنا منسوب کیا گیا ہے۔آپؓ کا تعلق قبیلہ ھذیل سے تھا۔

''ض'' کو ''ظاء'' سے بدلنا تمیم کا لہجہ ہے۔مثلاً ''ضحی'' کو ''ظحی'' کہنا اور ''ظاء'' کو ''ض'' کی جگہ استعمال کرنا تمیمی لہجہ ہے۔(۲۷)

''لام'' و ''نون'' کا تبادلہ بنی سعد و کلب اور تمیم کا لہجہ ہے۔بنی سعد و بنی کلب بل کو بن کہتے ہیں۔(۲۸) اور تمیم لعل کی جگہ لعن بولتے ہیں۔(۲۹) ''ثاء'' و ''ھاء'' کا تبادلہ بنی جعفر کا لہجہ ہے۔مثلاً ''العهن'' کو ''العثن'' بولنا۔(۳۰)

''باء'' اور ''ذ'' کا تبادلہ بنو سلیم کا لہجہ ہے۔یہ ''تذقطة'' کو ''تبقطة'' بولتے ہیں۔(۳۱)

''م'' اور ''ب'' کا باہم تبادلہ بنی مازن کا لہجہ ہے۔مثلاً مکہ کی جگہ بکہ بولنا اور اسی طرح بکر بن وائل ''ب'' کی جگہ ''م'' استعمال کرتے ہیں۔مثلاً ''بکر'' کو ''مکر'' کہنا۔(۳۲)

''لام'' کو ''م'' سے بدلنا حمیری لہجہ ہے۔مثلاً ''ألبر'' کی جگہ ''أمبر'' بولنا۔(۳۳)

''ت'' و ''ک'' کا باہم تبادلہ حمیری لہجہ ہے۔یہ ''عصیت'' کی جگہ ''عصیک'' بولتے تھے۔(۳۴)

''ص'' و ''س'' کا ابدال بنی عنبر کا لہجہ ہے۔یہ ''ق، ط'' اور ''غ'' و ''خ'' سے قبل آنے والی ''س'' کو ''ص'' پڑھتے ہیں۔(۳۵)

بعض کلمات میں ت کو س کی جگہ استعمال کرنا یمنی لہجہ ہے۔مثلاً الناس کو جگہ النات پڑھنا۔(۳۶)

بنو اسد کے ہاں ''کاف خطاب'' کو ''ش'' سے تبدیل کیا جاتا ہے۔مثلاً ''علیک'' کی بجائے ''علیش'' کا استعمال، (۳۷) جبکہ یمن میں یہ تبادلہ مطلق ہے۔یہ ''لبیک'' کی بجائے ''لبیش'' بولتے ہیں۔(۳۸) اسے شنشنہ کہا جاتا ہے۔(۳۹)

ھذیل، قیس، انصار اور سعد بن بکر ع ساکن کو جس کے بعد ط ہو، ن سے بدل دیتے ہیں مثلاً ''اعطی'' کی جگہ ''انطی'' بولنا۔(۴۰)

"یاء" کو مشدّدہ "جیم" سے تبدیل کرنا تمیم کا لہجہ ہے۔ ان کے ہاں غلامی کو غلامج کہا جاتا ہے(۴۱)
"ی" اور "واؤ" کا تبادلہ ھذیل میں ہوتا ہے۔ مثلاً "یأتی" کو "یأتوا" کہنا۔(۴۲)

۲۔ اظہار و ادغام کا اختلاف

اظہار سے مراد یہ ہے کہ ہر حرف کو اس کے صحیح مخرج کے ساتھ ادا کیا جائے جبکہ ادغام کے معنی حروف کو آپس میں ملا دینے کے ہیں۔ یہ دو طریقوں پر ہوتا تھا ایک تو یہ کہ ایک کلمہ میں ایک ہی جیسے دو حروف آئیں۔ جیسے "قططع"، تو اس کو "قطّع" بولا جائے گا۔(۴۳) اور دوسرا طریقہ یہ ہوتا ہے کہ کسی حرف کو اس کے قریب ترین حروف کی آواز میں ادا کیا جائے۔ قبائل عرب میں یہ دونوں لہجات پائے جاتے تھے۔ حجازی قبائل میں الفاظ کو تحقیق ادا کرنے کا تصور پایا جاتا تھا۔ جبکہ جزیرہ کے وسطی اور شرقی /عراقی قبائل کا رجحان ادغام کی طرف تھا۔ چنانچہ تمیم، طی، اُسد، بکر بن وائل، تغلب، عبدالقیس وغیرہ ادغام سے کام لیتے۔ لہٰذا روایت ہے کہ یہ "معهم" کی جگہ "محم" بولا کرتے، اسی طرح "فزت" کو یہ "فزد" بولتے یعنی ت کو اس کی قریب ترین مجہور دِ میں ملا کر، اسی طرح یہ "یحلل" کو "یحلّ" بولتے تھے۔(۴۴)

اس کے برعکس قریش، ثقیف، کنانہ، انصار و ھذیل الفاظ کے اظہار کے قائل ہیں۔(۴۵)

۳۔ فتحه و اماله کا اختلاف

فتحہ کو کسرہ کی مانند اور الف کو یاء کی مانند پڑھنا اِمالہ ہے۔(۴۶) سیوطی نے الدانی کا قول نقل کیا ہے کہ فتحہ و امالہ عرب کی دو مشہور لغات ہیں۔ فتحہ اہل حجاز کا لہجہ ہے اور امالہ اہل نجد کی لغت ہے۔(۴۷) علماء عربیہ کا اتفاق ہے کہ فتح کی نسبت اہل حجاز کی طرف ہے اور امالہ کی جزیرہ کے وسطی و شرقی قبائل سے، چنانچہ قریش، انصار، ثقیف، ہوازن، سعد بن بکر، بنو کنانہ وغیرہ کے ہاں فتح تھا اور تمیم، اُسد، بنو طی، بکر بن وائل عبدالقیس اور تغلب کے ہاں امالہ کا تصور پایا جاتا تھا۔(۴۸) ابن سیدہ کے قول کے مطابق جزیرہ کے وسطی قبائل کا امالہ شدید تھا اور عراق کے قریبی قبائل کا اِمالہ خفیف تھا۔(۴۹) یہ الفاظ کو کسر کے ساتھ بولا کرتے مثلاً صوّام کی جگہ صیّام،

صَوّاغ کی جگہ صَیّاغ وغیرہ۔ (۵۰)

حرکات کا اختلاف

قبائل عرب کے مابین ضمہ و کسرہ کا اختلاف بھی تھا۔ بدوی قبائل کا رجحان ضمہ کی طرف ہے کیونکہ یہ خشونت قبائلی کا مظہر ہے لہٰذا ایسے تمام مقامات جن پر حضری قبائل کسرہ سے کام لیتے ہیں وہاں بدوی قبائل ضمہ سے کام لیتے (۵۱) اگرچہ بدویوں کے ہاں بھی کسرات موجود ہیں۔

ابن جنی نے ''الخصائص'' میں اس کی ایک مثال پیش کی۔ ابو عبداللہ بن الاعرابی اور ابو زیاد الکلابی کی ملاقات بغداد میں ایک پل پر ہوئی ابو زیاد نے ابو عبداللہ سے نابغہ کے قول ''علی ظهر مبناة ..... '' میں ''مبناۃ'' کا مطلب پوچھا، اس نے کہا النَّطع۔ ابو زیاد نے کہا اس سے تو میں واقف نہیں ہوں، جواباً اس نے کہا النِطع، جواباً ابو زیاد نے کہا ہاں یہ میں جانتا ہوں۔ (۵۲) اسی طرح حجازی صوّام کو صیام، نوّام کو نیام، صوّاغ کو صیّاغ بولتے ہیں۔ جبکہ بدوی ان الفاظ کو واو کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔ (۵۳)

بنوفزارہ کساوان کو کسایان کہتے ہیں (۵۴) قبیلہ طی اور تمیم حیث کی جگہ حوث بولتے ہیں۔ علاوہ ازیں بعض عرب اسے حیثِ بھی بولتے ہیں۔ (۵۵) اسی طرح اَعیج کے لفظ کو بنی اُسد أعوج کہتے ہیں۔ (۵۶) مُنذُ کو بنی سلیم سے مِنذُ بولنا بھی روایت کیا گیا ہے۔ نما ینمُو کو یہ ینمِي بولتے تھے۔ اسی طرح اللذین کو اللذون بولا جانے کی روایات بھی کی گئی۔ (۵۷)

حجازیوں کے ہاں أمسِ صرف اسی صورت میں [illegible] تا ہے جبکہ بنی تمیم اسے مُعْرَب خیال کرتے اور أمسُ پڑھا کرتے تھے۔ اسی طرح اسوہ، مریۃ، غلظۃ کو حروف اول کے [illegible] اور ضمہ دونوں کے ساتھ روایت کیا گیا۔ کسر حجاز میں اور ضمہ تمیم میں ہے۔ سکاری اور کسالیٰ قرآن کریم میں [illegible] دونوں کے حرف اول پر ضمہ ہے لیکن معاجم عربیہ سے واضح ہوتا ہے کہ بنی اُسد اور بنی تمیم ان [illegible] دونوں کو حرف اول کے فتحہ کے ساتھ بولتے تھے۔

سَنفرُغ لَکُم...... بنو تمیم سے راء کے فتحہ کے ساتھ مذکور ہے۔ غِشاوۃٌ..... غ کے فتحہ

کے ساتھ لغۃ ربیعہ میں ہے جبکہ ربیعہ کا قبیلہ کئی قبائل پر مشتمل ہے۔ اسی طرح بنوتمیم **فتنت** کو **فتأت** بولتے۔ مات کا مضارع یموت یا یمیت ہے لیکن بنوطی اسے یمات بولتے تھے۔ اِخال کو ھمزہ کی کسر کے ساتھ بولا جاتا ہے لیکن بنوأسد اسے فتحہ کے ساتھ بولتے تھے۔ (۵۸) اسی طرح قبائل کے مابین حروف مضارع کی حرکات میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے مثلاً بہراء اور بنو اسد مضارع کے اوائل کو کسر کے ساتھ پڑھا کرتے تھے جیسے **نَستَعِینَ** کو **نِستَعِینَ** پڑھنا۔ (۵۹) بنوکلب **کاف خطاب** کو کسر کے ساتھ بولتے مثلاً **عَلَیکُم** کو **عَلَیکِم** کہتے (۶۰)، بعض قبائل اوائل مضارع کو مضموم بولتے مثلاً **ینطق** کو **ینطق** بولنا (۶۱) اسی طرح بنوأسد مضارع کی تاء کو مکسور پڑھتے مثلاً **تَعلَب** کی **تِعلَب** (۶۲)

ھمزہ کی ادائیگی میں اختلاف

قبائل عرب کے مابین ھمزہ کو بہ تحقیق ادا کرنے یا نہ کرنے پر بھی اختلاف پایا جاتا تھا۔ چنانچہ قریشی لہجہ میں ھمزہ کو بہ اہتمام ادا نہ کیا جاتا تھا جبکہ بنوتمیم ھمزہ کو ادا کرتے تھے۔ گویا تحقیق ھمزہ وسط جزیرہ اور اس کے شرقی حصہ کے قبائل کا تخصص ہے اور اس سے پاک لہجہ حجازیوں کا (۶۳) مثلاً قریش **سَلُ** کہتے بنوتمیم **أسال** کہتے تھے۔ (۶۴)

تحقیق ھمزہ غیر حجازی قبائل کے لہجہ کا نمایاں ترین تخصص ہے اور خاص طور پر بدوؤں سے منسوب ہے۔ چنانچہ عیسی بن عمر الثقفی سے مروی ہے کہ "**لا آخذ من قول التمیم الا بالنبر**" یعنی ھمزہ تمیم کی خوبی ہے اور اسی طرح اسے اللغۃ العربیۃ المشترکہ کی خوبی قرار دیا جا سکتا ہے۔ (۶۵)

تقدیم و تأخیر کا اختلاف

قبائل کے لہجاتی اختلافات میں سے ایک حروف کی اور بعض اوقات الفاظ کی تأخیر و تقدیم بھی ہے مثلاً صاعقہ کو صاقعہ پڑھنا۔ (۶۶)

حذف و اثبات کا اختلاف

کلام عرب میں اختصار کلام کے پیش نظر بعض اوقات بعض حروف کو حذف کر دیا جاتا

ہے۔ ابن جنی کے قول کے مطابق یہ اہل عرب کی عادات میں سے ہے۔ ابن جنی نے اس سلسلہ میں درج ذیل مثالیں (شعری) پیش کی ہیں۔

ا۔ کأن إبريقهم ظبی علی شرف

مفدم بسبا الكتان ملثوم

بِسبا سے یہاں مراد بسبائب ہے جو کہ حذف کر دیا گیا۔

درس المنا بِمُتالِع فأبان

منا سے مراد منازل ہے جو محذوف ہے۔ (٦٧)

حذف و اثبات کا یہ اختلاف قبائلی لہجات میں نمایاں طور پر پایا جاتا تھا۔ مثلاً بنی عامر اور بنی سلیم الفاظ کو حذف کیا کرتے مثلاً شددت کو شدت کہتے۔ (٦٨) ھذیل ی کو حذف کر دیتے مثلاً ربی کی جگہ ربِ بولتے اور لا أدری کی بجائے لا إدرِ (٦٩) چند قبائل مضارع کے ع کلمہ کو ضمہ کے ساتھ اور و کے اضافہ کے ساتھ بولتے مثلاً انظر کی جگہ انظور بولنا (٧٠) اسی طرح بعض کاف کے بعد ش کا اضافہ کر دیتے۔ مثلاً علیک کو علیکش کہا جاتا تھا۔ (٧١) طئی کے لوگ ابا الحکم کو ابا الحکا کہا کرتے۔ (٧٢) ضَعم، زبید اور شحر، عمان و یمن اصوات کو حذف کیا کرتے تھے۔ مثلاً ما شاء اللہ کو مشأ اللہ کہا جاتا تھا۔ (٧٣) اسے لخلخانیہ بھی کہا جاتا ہے۔ (٧٤) بلحارث بن کعب کے لوگ جارہ کا لام حذف کر دیا کرتے مثلاً رکبت علی الفرس کو رکبت علفرس (٧٥) کہتے تھے۔ ربیعہ کے بعض لوگ اللذین کا نون ساقط کر کے اللذی بولتے تھے۔ (٧٦)

صیغہ جمع اور تذکیر و تأنیث کا اختلاف

مختلف قبائل کے مابین صیغہ جمع کا متعلق بھی اختلاف پایا جاتا ہے۔ مثلاً اسیر کی جمع اسریٰ اور اساریٰ دونوں طرح سے آتی ہے (٧٧) اسی طرح ھذیل کے ہاں طریق کے لیے جمع کا صیغہ اطرقاء ہے۔ (٧٨)

اسی طرح تذکیر و تأنیث کا اختلاف بھی لہجات کے مابین اختلاف کا ایک اہم عنصر ہے۔

مثلاً بعض قبائل ھذا البقر بولتے ہیں اور بعض اسی کو ھذہ البقر کہتے ہیں۔ (۷۹)

الفاظ کے ترادف کی بنا پر اختلاف

کسی ایک مفہوم کی ادائیگی کے لیے بہت سے الفاظ کی موجودگی بھی لہجات کے اختلاف کا باعث بنتی ہے اور ترادف کی کثرت اہل عربی کے ہاں معمول کی بات ہے۔ مثلاً تلوار کے بہت سے نام ہیں۔ ابوعلی فارسی لکھتے ہیں کہ میں سیف الدولہ کی مجلس میں موجود تھا۔ ابن خالویہ نے کہا مجھے تلوار کے ۵۰ نام یاد ہیں۔ سیف الدولہ نے کہا میں تو صرف ایک نام ''سیف'' سے واقف ہوں ابن خالویہ نے کہا فلاں اور فلاں کے متعلق کیا خیال ہے۔ سیف الدولہ نے کہا یہ تو صفات ہیں۔ (۸۰)

اسی طرح حضرت ابو ہریرہؓ کا ایک واقعہ نقل کیا گیا ہے۔ حضرت ابو ہریرہؓ آنحضرت ﷺ کے پاس آئے، آپ کے ہاتھ میں چھری تھی، آنحضور ﷺ نے حضرت ابو ہریرہ سے کہا: **ناولنی السکین** ۔ حضرت ابو ہریرہؓ نہ سمجھ سکے۔ حتی کہ آنحضور ﷺ نے تین مرتبہ اپنے کلمات کو دہرایا۔ پھر حضرت ابو ہریرہؓ نے پوچھا اَتُرِیْدُ المُدْیة ؟ تو آپ نے فرمایا ہاں۔ حضرت ابو ہریرہؓ ازدی تھے۔ اس لیے وہ اس حجازی لفظ کو نہ سمجھ سکے۔ (۸۱) ابن جنی نے اسی لفظ یعنی سکین کے لیے **مدیة ، سکینه ، الخیفة ، السخینة ، السلقاء، الصلت، الرمیض ، الفالیة** اور **آکلة اللحم** ، کے الفاظ استعمال کیے ہیں۔ (۸۲) اسی طرح لفظ خلق کے لیے فطر، جبل، خلق، **أسر ، ذرأ ، أنشأ ، لون ، صور ، سوا ، أوجد ، أحدث ،أبدع ، أبدأ** ...... وغیرہ استعمال ہوتے ہیں۔ (۸۳) جب ایک ہی مفہوم کو ادا کرنے کے لیے متعدد الفاظ موجود ہوں تو الفاظ کے تعدد کا اصل سبب یہی ہوسکتا ہے کہ ان میں سے ہر ایک لفظ کسی نہ کسی لسانی گروہ یا لسانیاتی ماحول کی نمائندگی کر رہا ہو۔ (۸۴)

الفاظ مشترکہ کے معنی کے تضاد کی بنا پر وقوع پذیر ہونے والا اختلاف

عربی زبان میں بہت سے الفاظ ایسے ہیں جن کے معنی میں، مختلف قبائل کے مابین فرق پایا جاتا ہے۔ مثلاً ثِب کے معنی حمیر کے ہاں ''بیٹھو'' کے ہیں۔ (۸۵) جبکہ عدنانیہ کے ہاں یہ ''اِقفِز'' یعنی ''کود جاؤ'' کے ہیں۔ اس سلسلہ میں کتب لغت میں ایک دلچسپ واقعہ روایت کیا گیا

ہے۔ واقعہ کچھ اس طرح سے ہے بنی کنانہ یا بنی کلاب کا ایک شخص بادشاہ ذوالجدن کے ہاں گیا۔ بادشاہ اس وقت محل کے بڑھے ہوئے چھجے پر بیٹھا تھا۔ اس نے اس شخص سے کہا "ثِب"، یعنی بیٹھو۔ لیکن اس شخص نے اپنے لہجہ کے مطابق اسے چھلانگ لگانے کا حکم سمجھا اور چھلانگ لگا کر اللہ کو پیارا ہوگیا۔ (۸۶) اسی طرح ذئب کے عمومی معنی بھیڑیئے کے ہیں۔ لیکن ھذیلی اسے شیر کے لیے استعمال کرتے ہیں۔ (۸۷) البیع کے معنی خرید وفروخت دونوں کے ہیں۔ (۸۸) وراء کے معنی پیچھے کے ہیں اور سامنے یعنی (أمام) کے بھی ہیں۔ (۸۹) اسی طرح ترعہ سے مراد بلند مقام پر واقع باغ بھی ہے اور درجہ کے بھی ہیں اور دروازے کو بھی ترعہ کہا جاتا ہے۔ (۹۰)

أصوات کی تشدید ورخاوت کے رجحان کی بنا پر وقوع پذیر ہونے والا اختلاف

بدوی قبائل کا رجحان اصوات کی تشدید کی طرف تھا جبکہ حضری قبائل الفاظ کو نرمی سے ادا کرنے کی جانب رجحان رکھتے تھے۔ پس ب، ت، د، ک اور دیگر بعض شدید آوازوں کو متحضرین سے یوں سنا گیا فاء سینا زایا، شینا، اور بدوی اس کے برعکس نرم آوازوں کو بھی سختی سے ادا کرتے ہیں۔ مثلاً قبیلہ عقیل کے لوگ علوف الطیر کو علوب الطیر کہتے تھے۔ یعنی باء کے ساتھ، اس میں فرق یہ ہے کہ پہلی آواز نرم ہے اور اس کی نسبت دوسری شدید ہے۔ اور چونکہ عقیل بدوی قبیلہ تھا لہٰذا یہ لوگ تشدید کی جانب رجحان رکھتے تھے۔ (۹۱)

اسی طرح بعض قبائل جن حروف کو تشدید سے پڑھتے تھے دیگر قبائل انہی کو رخاوت کے ساتھ ادا کرتے مثلاً ربیعہ اور غنم کے لوگ ع کو سکون سے پڑھتے ہیں جبکہ جمہور اسے حرکت کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ (۹۲) اسی طرح ازدسراۃ کے ہاں لہ کے ہ کو تسکین سے ادا کیا جاتا ہے۔ (۹۳) اسی طرح تفخیم وترقیق یعنی الفاظ کو باریک یا موٹا کر کے پڑھنا بھی لہجات میں شامل ہے۔ (۹۴)

مندرجہ بالا لہجاتی اختلاف کے جائزہ سے یہ بات واضح طور پر سامنے آتی ہے کہ قراءات میں پایا جانے والا فرق کسی نہ کسی پہلو سے اسی اختلاف کے نتیجہ میں وقوع پذیر ہوا۔ اظہار وادغام، تفخیم وترقیق، فتح و إمالہ، تحقیق وتسہیل ھمزۃ، ابدال اور دیگر فرق ایسے عناصر ہیں جن سے لفظ کے

معنی میں تضاد پیدا نہیں ہوتا۔(۹۵) ان کی وجہ سے لفظ کو واحد ہونے کے دائرہ سے خارج نہیں کیا جا سکتا۔(۹۶)

اسلامی تعلیمات میں یسر کا پہلو غالب ہے لہٰذا نبی اکرم ﷺ نے حکم دیا کہ ہر قبیلہ کے لوگ اسی لحن و لہجہ کے مطابق قرآن پڑھ سکتے ہیں جو ان کی زبان پر جاری و ساری ہے۔ اور جسے تبدیل کرنا ان کے لیے از حد مشکل بلکہ ناممکن ہے۔(۹۷) چنانچہ خود آنحضرت ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے بعض اوقات بعض لوگوں کو قرآن پڑھاتے یا تعلیم دیتے ہوئے ان کے لہجہ کے تخصصات کو مدنظر رکھا، تاکہ تبلیغ کا فریضہ بطریق احسن ادا ہو جائے۔ مثلاً سیوطی نے نقل کیا کہ آنحضور ﷺ کو ''یا یحیٰ'' امالہ سے پڑھتے سنا گیا تو پوچھا گیا کہ اے اللہ کے رسول ﷺ آپؐ امالہ کرتے ہیں تو فرمایا یہ میرے ماموں بنی سعد کی زبان ہے۔(۹۸) اسی طرح یہ حدیث ''لَیسَ مِنَ امبِرِ امصِیَامُ فِی امسَفرِ'' بھی اسی کی دلیل ہے۔(۹۹) ابو حیان الاندلسی نے البحر المحیط میں آپ ﷺ کے کلام میں سے بیان کیا ''الید العلیاء المنطیة، والید السفلیٰ المنطاة'' اور اسی طرح دیگر روایات وغیرہ یعنی آنحضور ﷺ نے قبائل کے مختلف لہجات کو خاص طور پر مدنظر رکھا۔(۱۰۰) اسی تخفیف اور لہجہ کی بنا پر دی جانے والی رعائت کے نتیجہ میں مستند احادیث میں کئی مثالیں موجود ہیں کہ صحابہ کرام نے ایک دوسرے سے مختلف انداز میں قرآن کریم پڑھا۔ مثلاً حضرت ھشامؓ بن حکیم بن حزام سورۂ فرقان پڑھ رہے تھے، حضرت عمرؓ نے سنا تو ان کو نبی ﷺ کے پاس لے گئے اور عرض کیا کہ مجھے تو آپؐ نے اور طریقہ سے پڑھایا تھا، آپ ﷺ نے دونوں سے باری باری سورۂ فرقان سنی اور فرمایا کہ دونوں نے ٹھیک پڑھا قرآن سات حروف پر نازل ہوا اس لیے جیسے تم آسان سمجھو پڑھ لو (۱۰۱) چنانچہ ہمیں یہ روایت ملتی ہے کہ حضرت ابو ہریرہؓ نے مالک کی جگہ ملیک پڑھا (۱۰۲) اور دیگر کبار صحابہ سے بہت سی اختلافی قراءات کتب تفسیر و قراءات میں مروی ہیں اور بعد کے قراء سے بھی اس طرح کی قراءات مروی ہیں کہ انہوں نے مختلف طریقوں اور طرز ادائیگی سے کام لیا لہٰذا ان کی قراءت میں اختلاف واقع ہوا۔ مثلاً ادغام و اظہار میں قراء کے مابین

اختلاف ہے ابوعمرو، الکسائی ،حمزہ ،ابن عامر ،خلف ادغام سے کام لیتے ہیں اور ابن کثیر ،نافع ،ابوجعفر، عاصم ،یعقوب اظہار سے کام لیتے ہیں اور قرآن کریم میں یہ دونوں ہی انداز پائے جاتے ہیں۔

اسی طرح امالہ وفتحہ کا معاملہ ہے ۔حجازی قراء مثلاً ابن کثیر مکی اور نافع و ابو جعفر مدنیین کے ہاں قراءت میں فتحہ کا رجحان پایا جاتا ہے جبکہ کوفیوں کے ہاں امالہ تھا چنانچہ یہاں کے مشہور قراءحمزہ کسائی اور خلف کی قراءت میں اِمالہ پایا جاتا تھا۔ابتداًءبصریوں کا انداز بھی یہی تھا چنانچہ ابوعمرو العلاء ،یعقوب کے ہاں امالہ بھی پایا جاتا ہے تاہم ابوعمرو چونکہ حجازی تھے ان کی قراءات میں ایک اور نمونہ بھی پایاجاتا جو امالہ سے خالی ہے ۔اسی طرح اعراب کی تبدیلی کا معاملہ ہے۔ یعقوب وحمزہ دونوں عراقی تھے یا عراقی لہجہ سے متأثر تھے۔اس لیے انہوں نے (علیهـم ، إلیهم) کو ھاء کی ضم کے ساتھ پڑھا۔ جبکہ اسے مکسور پڑھنا حجازی لہجہ ہے ۔قراءت قرآنیہ میں یہ بھی روایت کیا گیا کہ حَشَرُنَا عَلَیُهِمُ کُلِّ شَیٍٔ قُبُلاً میں قُبُلاً لغت تمیم کے مطابق ہے اور قِبلاً لغت کنانیہ پر (۱۰۳) ابوعمرو اور ابن کثیر نے بالعدوۃ الدنیا کو ع کے کسر کے ساتھ اور باقیوں نے ضمہ کے ساتھ پڑھا۔(۱۰۴) کتب قراءات میں اس قسم کی بہت سی مثالیں پائی جاتی ہیں۔

مختصراً تبلیغ قرآن جو کہ آنحضورﷺ کا مقصد بعثت تھا ،کی تکمیل میں سہولت وآسانی کے لیے آنحضورﷺ نے تخفیف و رعایت دی اور مسلمانوں کوقرآن کریم سے جوشغف تھا اسی نے ان کوتحریص دلائی کہ انہوں نے ان قراءات کو بھی روایت کیا جو کہ قبل از تدوین مصحف عثمانی ترخیص کے نکتہ نظر کو مدنظر رکھتے ہوئے رائج تھیں۔خلف نے یہ قراءات سلف سے نقل کیں اور یہ روایات کثیر تعداد میں پائی جاتی ہیں ۔ (۱۰۵) لہٰذا احادیث و اخبار سے ثابت ہوتا ہے کہ موجودہ قراءات اور کتب میں نظر آنے والا اختلاف (جوقراءت صحیحہ کی شرائط پر پورا اترنے والی قراءات میں پایا جاتا ہے) کسی غلطی یا تحریف یا بدنیتی کا ثمرہ نہیں بلکہ اس خصوصی رعایت اور حکیمانہ شفقت کا مظہر ہے جو نبی کریمﷺ نے امت میں ترویج قرآن کے سلسلہ میں باذن اللہ عطا فرمائی تھی۔

حوالہ جات

۱۔ William Muir, The Life of Mohamet, Edin Burgh New forth Edition 1912, P-23

۲۔ عبدالوہاب حمودہ، القراءات واللھجات، ۳۶، مکتبۃ النھضہ المصریۃ، الطبعۃ الاولی، ۱۹۴۸ء

☆ ابی محمد مکی بن أبی طالب، التبصرۃ فی القراءات السبع، ۴۸ الدار السّلفیہ، بمبئی، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۸۲ء

۳۔ ابن خلدون عبدالرحمٰن بن محمد، کتاب العبر ودیوان المبتداء والخبر فی ایام العرب والعجم والبربر ومن عاھدھم من ذوی السلطان الاکبر، ۶۳۵/۱، داراحیاء التراث العربی، ۱۹۷۱ء

۴۔ احمد رضا العاملی، مولد اللغۃ، ۶۲-۶۳

۵۔ عمر فروخ، تاریخ الادب العربی، ۱۶، دار العلم للملایین، بیروت الطبعۃ الاولی، ۱۹۶۵ء

☆ جرجی زیدان، تاریخ آداب اللغۃ العربی، ۴۳/۱، دار الھلال، قاھرۃ، الطبعۃ الجدیدۃ، ۱۹۵۵ء

☆ مناع خلیل القطان، مباحث فی علوم القرآن، ۱۵۰، مؤسسۃ الرسالۃ بیروت، الطبعۃ ۲۲

۶۔ دکتورہ باکزہ حلمی رفیق، لغات الجزیرۃ العربیۃ، ۱۹۹/۲۴، العربیۃ ام اللغات السامیۃ، مجلۃ المجمع العلمی العراقی، ۱۹۷۵ء

۷۔ صبحی الصالح، دراسات فی فقہ اللغۃ، ۲۷، منشورات المکتبۃ الاھلیۃ بیروت، الطبعۃ الثانیۃ، ۱۹۲۶ء

۸۔ وافی عبدالواحد، علم اللغۃ، ۲۱۲/۱-۲۲۱، المطبعہ السّلفیہ قاھرہ، ۱۹۳۸ء

۹۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۸۹، مکتبہ الانجلو المصریۃ القاھرۃ، الطبعہ السادسۃ، ۱۹۸۴ء

۱۰۔ ابن ھشام، جمال الدین یوسف بن احمد بن عبداللہ الانصاری، اوضح المسالک الی الفیۃ مالک، الطبعہ السادسہ، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۴۴

۱۱۔ سباعی بیومی، تاریخ الادب العربی، ۵۰/۱، مکتبہ الانجلو المصریہ بلا تاریخ

۱۲۔ جوہری أبی نصر اسمٰعیل بن حماد، تاج اللغۃ وصحاح العربیۃ، ۵۸۰/۲، بروایت شیخ ابی محمد اسماعیل بن محمد امین عبدوس النیسابوری، بلا مطبعہ، بلا تاریخ

۱۳۔ زمخشری، محمود بن عمر، المفصل فی علوم العربیۃ، ۳۶۹، دار النشر الکتب الاسلامیہ، لاہور

۱۴۔ داؤد سلوم وجمیل سعید، معجم لغات القبائل والامصادر، ۲۵/۱، مطبعۃ مجمع العلمی العراقی، ۱۹۸۷ء

۱۵۔ ابن منظور الافریقی محمد بن مکرم ،لسان العرب ، دار احیاء التراث العربی ، بیروت ، بذیل مادہ ھمزہ

۱۶۔ الاستراباذی ، رضی الدین محمد بن الحسین ،شرح شافیہ ابن الحاجب ،۴۲۶/۴ ، دار الکتب العلمیہ ، بیروت ،۱۹۷۵ء

۱۷۔ ابراہیم انیس ، فی اللھجات العربیۃ ،۱۱۶

۱۸۔ ابن عبدالبر ، یوسف بن عبداللہ ،التمہید لما فی مؤطا من المعانی والأسانید ، ۲۷۸/۸ ،المکتبہ القدوسیہ لاہور ،الطبعہ الاولی ،۱۹۳۸ء

☆ محمد سالم محیسن ، فی رحاب القرآن الکریم ،۵۱ ، مکتبہ الکلیات الازھریۃ قاھرہ ،۱۹۸۰ء

۱۹۔ ابراہیم انیس ، فی اللھجات العربیۃ ، ۱۳۰

۲۰۔ ابن منظور ، لسان العرب ج بذیل مادہ حرف ض

۲۱۔ الجوالیقی ،موھوب بن احمد ، المعرب من الکلام الاعجمی علی حروف المعجم ،۲۳۹ ،طھران ،۱۹۶۶ء

۲۲۔ سباعی بیومی ،تاریخ الادب العربی ،۵۱/۱

۲۳۔ الجاحظ أبی عثمان عمرو بن بحر ،البیان والتبیین ،۵۳/۱ ، دار الفکر للجمیع ،۱۹۸۶ء

۲۴۔ ابن یعیش ،یعیش بن علی ،شرح المفصل ،۴۵/۱ ، عالم الکتب بیروت ،س۔ن

۲۵۔ زمخشری ،الفائق فی غریب الحدیث ،۳۳۱/۳ ، دار الکتب العلمیہ بیروت ۱۹۹۴ء

۲۶۔ سیوطی ، جلال الدین عبدالرحمٰن بن أبی بکر ،ھمع الھوامع شرح جمع الجوامع ،۲۳/۲ ،مطبعۃ السعادۃ مصر ، الطبعۃ الاولیٰ ۱۳۲۷ھ

۲۷۔ محی الدین ،شرح الأشمونی ،۸۲۰/۳

۲۸۔ داؤد سلوم ، دراسۃ اللھجات العربیۃ القدیمۃ ،ص ۵۳ ، مکتبہ المنار الاسلامیہ ،کویت ،۱۹۷۵ء

۲۹۔ المرجع السابق

۳۰۔ المرجع السابق ،ص ۵۰

۳۱۔ وافی فقہ اللغۃ ، لجنۃ البیان العربی ،ص ۱۲۰ ، الطبعۃ الخامسۃ ،۱۹۶۸ء

☆ ابوطیب اللغوی عبدالواحد بن علی ، کتاب الإبدال ،۲/۱ ، دمشق ۱۹۶۰ء

۳۲۔ ابراہیم انیس ، فی اللھجات العربیۃ ، ۱۱۶

۳۳۔ سیوطی ،المزھر فی علوم اللغۃ وأنواعھا ،۲۵/۱ ، عیسیٰ البابی الحلبی وشرکاہ ،مصر

۳۴۔ محی الدین ،شرح الأشمونی ،۸۸۳/۳

۳۵۔ داؤد سلوم، دراسۃ اللھجات العربیۃ، ۵۱
۳۶۔ ابن عبد البر، التمہید، ۲۷۸/۸
☆ ابن جنی، عثمان بن ابی الفتح، الخصائص، ۵۳/۱، بیروت، ۱۹۵۲ء، الطبعۃ الثانیہ
۳۷۔ وافی، فقہ اللغۃ، ۱۲۰
۳۸۔ المرجع السابق
۳۹۔ احمد رضا العاملی، مولد اللغۃ، ۶۴، مکتبہ الحیاۃ، ۱۹۵۶ء
۴۰۔ وافی، فقہ اللغۃ، ۱۲۰
۴۱۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۱۲۶
۴۲۔ داؤد سلوم، فی اللھجات العربیۃ، ۱۶
۴۳۔ ابن جنی، الخصائص، ۱۳۹/۲۔۱۴۰
۴۴۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۷۰
۴۵۔ صبحی صالح، دراسات فی فقہ اللغۃ، ۸۱
☆ وابن عقیل، شرح ابن عقیل، ۵۹۱/۲
۴۶۔ المرجع السابق، ۵۲۱
۴۷۔ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ۹۳/۱، مکتبہ التجاریہ، مصر، بلا تاریخ
۴۸۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیہ، ۶۰۔۶۱
۴۹۔ ابن سیدہ حسن بن علی بن اسماعیل، المخصص، دار احیاء التراث العربی، ۶۸/۵ (جز ۱۷)
۵۰۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۶۰، ۷۸
☆ ابن جنی، المنصف شرح الکتاب التصریف، ۵۸۲، دار الکتب العلمیۃ، بیروت لبنان، الطبعۃ الاولی ۱۹۹۹ء
۵۱۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۹۴
۵۲۔ ابن جنی، الخصائص، ۳۸۳/۱
۵۳۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۹۴۔۹۵
۵۴۔ المرجع السابق
۵۵۔ ابن ھشام، مغنی اللبیب، ۱۳۱/۱
۵۶۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیہ، ۹۳،

۵۷۔ داؤد سلوم، دراسۃ اللھجات العربیۃ القدیمۃ، ۵۷

۵۸۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۹۴

۵۹۔ ابو العباس ثعلب احمد بن یحیٰ، مجالس ثعلب، ۸۱/۱، دار المعارف، قاہرہ، الطبعۃ الثالثۃ، ۱۹۴۹ء

☆ ابن جنی، الخصائص، ۸۱/۲

☆ جیفری، مقدمتان فی علوم القرآن، ص ۲۲۰، مکتبۃ الخانجی، بغداد، ۱۹۵۴ء

۶۰۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۹۲

۶۱۔ ابن الانباری، عبدالرحمٰن بن أبی الوفاء محمد بن عبداللہ، اسرار العربیۃ، ص ۴۰۵، دمشق، ۱۹۵۷ء

۶۲۔ احمد رضا العاملی، مولد اللغۃ، ص ۶۴

۶۳۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۷۰۔۷۹

۶۴۔ البغدادی، عبدالقادر بن عمر، خزانۃ الأدب ولب اللباب لسان العرب، ۵۷۹/۱، دار الثقافۃ، بیروت

۶۵۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۷۹

۶۶۔ سباعی بیومی، تاریخ الادب العربی، ص ۵۳

۶۷۔ ابن جنی، الخصائص، ۸۰/۱۔۸۱

۶۸۔ ایضاً، ۳۶۲/۱

۶۹۔ داؤد سلوم وجمیل سعید، معجم لغات القبائل والأمصادر، ۱۳/۱

۷۰۔ وافی، فقہ اللغۃ، ص ۱۲۱

۷۱۔ محمد محی الدین، شرح الأشمونی، ۸۲۲/۳

۷۲۔ ابن قتیبہ، ابی محمد عبداللہ بن مسلم، ادب الکاتب، ص ۱۸۸، مطبعۃ السعادۃ مصر، الطبعۃ الرابع، ۱۹۶۳ء

۷۳۔ وافی، فقہ اللغۃ، ص ۱۲۰

۷۴۔ ابن اثیر، مجد الدین أبی السعادات مبارک بن احمد، النھایۃ فی [illegible]یب الحدیث والآثار، ۲۴۴/۴،
المکتبۃ الاسلامیہ، ریاض، بدون تاریخ

۷۵۔ الھروی، ابی عبید اللہ القاسم بن سلام، غریب الحدیث، ۴۸۸/۴، دار الکتب العربی، بیروت

۷۶۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۱۳۶

۷۷۔ ابن فارس، الصاحبی فی فقہ اللغۃ، ص ۴۹

۷۸۔ ابن سیدۃ، المخصص، ۳/۵

۷۹۔ ابن فارس، الصاحبی فی فقہ اللغۃ، ص ۴۹

۸۰۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۱۵۷

۸۱۔ عمر فروخ، تاریخ الادب العربیۃ، ص ۳۶

☆ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۱۵۸

۸۲۔ ابن جنی، المنصف، ص ۶۳۶

۸۳۔ الیازجی، شیخ ابراہیم، کتاب نجعۃ الرائد وشرعۃ الوارد فی المتر ادف والمتوارد، مجمع المعارف الاسلامیہ، ۱/۱

۸۴۔ ابن جنی، الخصائص، ۱/۳۷۴

۸۵۔ ازھری، ابی منصور محمد بن احمد، تہذیب اللغۃ، دار الکاتب العربی، ۱۹۶۷ء، ۱۵/۱۵۸

۸۶۔ ابو الحمید السلقانی، مصادر اللغۃ، ص ۳۰۰، عمادۃ شئون المکاتب جامعہ الریاض، ۱۹۸۰ء

۸۷۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۱۵۷

۸۸۔ ابن درید ابی بکر محمد بن الحسین، کتاب جمہرۃ اللغۃ، ۲/۱۰۳۱، دار العلم للملایین، الطبعۃ الاولی، ۱۹۸۷

☆ الأصمعی، کتاب الأضداد، ص ۱۰۶، دار الکتب العلمیۃ، بیروت، س۔ن

۸۹۔ ابن درید ابی بکر محمد بن الحسین، کتاب جمہرۃ اللغۃ، ۲/۱۰۶۹

۹۰۔ الھروی، ابی عبید القاسم بن سلام، غریب الحدیث، ۱/۵،۶، مطبعۃ مجلس دائرۃ المعارف العثمانیہ، حیدرآباد، دکن، بلا تاریخ

۹۱۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ۱۷۶

۹۲۔ المرجع السابق، ص ۷۳

۹۳۔ المرجع السابق، ص ۱۲۸

۹۴۔ المرجع السابق

۹۵۔ جواد علی، لھجۃ القرآن الکریم، ۲۸۵

۹۶۔ ابن الجزری، النشر فی القراءت العشر، ۱/۲۶

۹۷۔ لبیب السعید، المصحف المرتل، ص ۱۶۲۔۱۶۷، دار المعارف، مصر الطبعۃ الثانیہ، بلا تاریخ

۹۸۔ سیوطی، الاتقان فی علوم القرآن، ۱/۹۳

۹۹۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص ۲۷۱

۱۰۰۔ M.A. Chaudhary, Orientalism on Varient Readings of the

Qur'an, The Case of the Arthur Jeffery - The American Journal of Islamic Social Science, 1995, V-12, P 177

☆ ابن مجاہد، احمد بن موسیٰ، السبعۃ القراءت، ۹۔۱۰، دارالمعارف، قاہرہ، الطبعۃ الثانیہ، ۱۴۰۰ھ

۱۰۱۔ بخاری، ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل، الجامع الصحیح، ۱۹۱۲/۴، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ۱۹۹۰ء

۱۰۲۔ المکی، الابانہ عن معانی، القراءات، ص۹۴، دارالمأمون للتراث، ۱۹۷۹ء

۱۰۳۔ تفصیل کے لیے دیکھیے، الدانی ابی عمرو عثمان بن سعید، التیسیر فی القراءات السبع، دارالکتب العلمیہ ۱۹۹۶ء

۱۰۴۔ ابراہیم انیس، فی اللھجات العربیۃ، ص۷۰۔۷۵

۱۰۵۔ احمد مختار عمر، عبدالعال سالم مکرم، معجم القراءات القرآنیہ، ۳۳/۱

☆☆☆☆☆☆☆☆☆